شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

محدثینؒ کا حافظہ اور اس کا امتحان

حضرات محدثین کرامؒ کے صرف یہ دعاوی نہ تھے کہ ہمیں اتنی اور اتنی حدیثیں یاد ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً ان کے امتحانات بھی لیے جاتے تھے اور وہ ان میں کامیاب ثابت ہوتے تھے۔ مامون الرشید، امام عبد اللہ بن المبارکؒ، امام ترمذیؒ اور امام بخاریؒ وغیرہ حضرات کے امتحانات ہوئے اور وہ سو فیصد ان میں کامیاب نکلے۔ حضرت ابو ہریرہؓ (جن کا نام عبد الرحمٰن بن صخر تھا۔ احکام الاحکام ج ۱ ص ۴ المتوفی ۵۷ھ اور جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں مروی ہیں۔ خطبات مدراس ص ۴۵) کے بارے میں ابو زعزعہؒ کا بیان ہے (جو دمشق کی حکومت کے پہلے حکمران مروان بن الحکم کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا) کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو (لوگوں کی اس شکایت پر کہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بہت کم رہے کیونکہ وہ محرم ۷ھ میں فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے لیکن حدیثیں سب سے زیادہ بیان کرتے ہیں) حکمت عملی کے ساتھ امتحان کے لیے طلب کیا۔ ابو زعزعہؒ کہتے ہیں کہ مجھے قلم دوات اور کاپی دے کر پس پردہ بٹھا دیا اور کہا کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے امتحاناً" چھیڑ چھاڑ کر حدیثیں پوچھوں گا۔ وہ جو حدیث بیان کریں، تم اسے لکھ لینا۔ چنانچہ مروان نے بہت سی حدیثیں حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھیں۔ ابو زعزعہؒ ان کو لکھتے رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ مروان کی یہ حکمت عملی نہ سمجھ سکے۔ پورا ایک سال گزر گیا۔ مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو پھر طلب کیا اور مجھے کہا کہ تم حسب سابق پردہ کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے گزشتہ سال والی حدیثیں پوچھتا جاؤں گا تو تم ان کو نوشتہ احادیث سے ملاتے جانا چنانچہ مروان نے اس تدبیر سے حضرت ابو ہریرہؓ کا امتحان لیا۔ ابو زعزعہؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے جاتے اور میں بیاض اور کاپی میں لکھی ہوئی احادیث سے ان کو ملاتا جاتا۔ معلوم ہوا کہ نہ تو انہوں نے کمی کی اور نہ زیادتی اور نہ تو کسی حدیث میں تقدیم کی اور نہ تاخیر (کتاب الکنیٰ للبخاری ص ۳۳۔ کتاب الکنیٰ للدولابی ج ۱ ص ۱۸۳ ومستدرک ج ۳ ص ۵۱۰ قال الحاکم والذہبی صحیح) امام ابن شہاب الزہریؒ خلیفہ وقت ہشام (المتوفی ۱۲۵ھ) نے ان کا یوں امتحان لیا کہ حضرت آپ کچھ حدیثیں شاہزادہ کے لیے لکھوا دیں۔ امام زہریؒ نے چار سو حدیثیں زبانی لکھوا دیں۔ ایک مہینہ کے بعد ہشام نے پھر طلب کیا اور کہا کہ افسوس کہ جو حدیثیں آپ نے لکھوائی تھیں، وہ کہیں ضائع ہو گئی ہیں۔ آپ اگر وہ حدیثیں پھر لکھوا دیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔ چنانچہ امام زہریؒ نے وہ سب حدیثیں پھر لکھوا دیں اور تشریف لے گئے۔ پہلا مسودہ بھی ضائع نہیں ہوا تھا بلکہ اس طرح امام زہری کا امتحان مقصود تھا۔ جب ہشام نے دونوں مسودوں کو آپس میں ملایا تو معلوم ہوا کہ ایک حرف کا فرق بھی نہیں نکلا (تذکرہ ج ۱ ص ۱۰۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۹ ص ۳۴۲۔ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۴۹) امام محمد بن یحییٰ الذہلی (المتوفی ۲۵۷ھ) کی خدمت میں مشہور محدث صالح بن محمد الجزرہؒ حاضر ہوئے اور امتحاناً ایک حدیث سند کے ساتھ پیش کی۔ سند میں اصل راوی سعید بن واصل تھا مگر محدث صالح نے سعید بن عامر پڑھا۔ امام ذہلی نے فوراً ٹوک دیا اور اصلاح کر دی۔ امام صالح نے آخر میں تسلیم کیا کہ میں نے امتحاناً ایسا کیا تھا۔ (بغدادی ج ۳ ص ۱۴۷) کتب تاریخ میں حضرت امام بخاریؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ جب وہ بغداد پہنچے تو وہاں کے حضرات محدثین کرام نے امام موصوف کا امتحان لینا چاہا چنانچہ دس آدمی امتحان کے لیے مقرر ہوئے اور ہر ایک نے دس دس حدیثیں متن اور سند بدل بدل کر اور تقدیم و تاخیر کر کے حضرت امام بخاری کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیں۔ بخاریؒ صرف یہ کہتے جاتے لا اعرفہ کہ میں یہ نہیں جانتا۔ سطحی ذہن کے لوگ امام بخاری کے حافظہ سے بد ظنی کرنے لگے۔ جب پورے سو سوال امام بخاری سے پوچھ لیے گئے تو امام موصوف نے علی الترتیب جوابات شروع کیے اور سو احادیث کو درست کر دیا۔ ہر حدیث کے متن کو اس کی سند کے ساتھ اور ہر سند کو اس کے مخصوص متن کے ساتھ جوڑ دیا۔ فہیم قسم کے لوگوں کو پہلے ہی امام بخاری کے حافظہ اور ذہانت کا اقرار تھا لیکن ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اب تو ان کو ان کی اس خوبی اور کمال کا مشاہدہ بھی ہو گیا۔ (اکمال ص ۲۶۳ ومقدمہ ابن خلدون ص ۴۴۴ وبغدادی ج ۲ ص ۲۰ وطبقات سبکی ج ۲ ص ۶ و بجہ النظر ص ۷۸) ان کے اسی کمال کی وجہ سے مشہور محدث عمرو بن علیؒ نے کہا ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری نہ جانتے ہوں تو وہ حدیث ہی نہیں (بغدادی ج ۲ ص ۱۸) حضرت امام بخاری کے اس قول سے کہ لا اعرفہ (میں اس کو نہیں جانتا) کذب گوئی اور غلط بیانی کا شبہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ امام بخاری کا مقصد یہ تھا کہ معترضین نے جو غلط صورت پیش کی ہے، میں اسے نہیں جانتا اور وہ غلط صورت امام بخاری کو اس سے قبل معلوم نہ تھی۔ امام موصوف تو وہ صحیح صورت جانتے تھے جو نفس الامر میں تھی اور اپنے جواب میں انہوں نے جس کی تصحیح کر کے بیان بھی کر دی تھی۔